سیرت

سیدنا عثمان غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤلف

جناب فرمان حیدر فاروقی صاحب

حرف آغاز

الحمداللہ ہم ایک مختصر رسالہ "سیرت سید نا حضرت عثمانؓ" پر تالیف کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ہم جانتے ہیں اس موضوع پر پہلے کئی جامع کتب لکھی جاچکی ہیں۔ لیکن ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں تمام موضوعات اکٹھے موجود ہوں اور مختصر بھی ہو جس کو عام آدمی اور سکول، کالج اور کسی بھی ادارے کا آدمی آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکیں۔ ہم نے کوشش کی کہ اس رسالہ کو جتنا مختصر کر سکیں کیا ہے اور ہر موضوع کو مختصر بیان کیا ہے اس رسالے میں ہر موضوع پر مختصر ہی، لیکن باقاعدہ دلیل کے ساتھ بات کی۔ لیکن اگر پھر بھی کہیں اس فقیر سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو رہنمائی فرمادیں بندہ آپ کا مشکور ہو گا۔اور تمام قارئین سے گذارش ہے کہ اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں اس فقیر کو بھی یاد رکھنا۔اللہ تعالی مزید ہم سے دین کا کام لیتا رہے اور ہمیں دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور یہ ہمارے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا باعث بنیں،اور ہمیں اس کتاب پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحابہؓ کی سیرت کسی مصنف کی محتاج نہیں بلکہ تمام مصنفیں صحابہؓ واہل بیت کی سیرت کردار اور سنت کے محتاج ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول ﷺ اور ان کے پیارے صحابہؓ واہل بیت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین!

آپ کا مشکور بندہ ناچیز
فرمان حیدر فاروقی
مدرسہ جامعتہ الحبیب و جامع مسجد الحبیب شاداب
کالونی گلی نمبر دو جھنگ روڑ فیصل آباد (پاکستان)
رابطہ نمبر: ۰۳۴۲۲۳۷۹۳۹۱

[Website: DifaAhleSunnat.com]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی

پاکیزہ کس کی سوچ ہے قرآن کی طرح
ملتا ہے کون موت سے عثمانؓ کی طرح
رکھا ہے جس کے سر پر حیا داریوں کا تاج
آنکھیں ہیں جسکی عرش کے مہمان کی طرح
کس ہاتھ کو نبی ﷺ نے کہا ہے غنی کا ہاتھ
بیعت ہے کس کی بیعت عثمان کی طرح

نام: آپؓ کا نام عثمانؓ تھا۔

کنیت آپؓ کی کنیت زمانہ جاہلیت میں ابو عمر تھی اور اسلام قبول کرنے کے بعد آپؓ کا نکاح حضرت رقیہؓ بنت محمد ﷺ سے ہوا، ان سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا اسی کی وجہ سے آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔(امام ابن جریر طبری نے محمد بن عمرؒ سے بسند لکھا ہے)

لقب: جامع القران، ذوالنورین، ذو ہجرتین، غنی اور مجہز جیش العسرۃ جیسے القابات سے آپؓ کو پکارا جاتا ہے۔

پیدائش : حضرت عثمانؓ عام الفیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔اور حضور ﷺ سے چھ سال چھوٹے تھے یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔(الاصابہ، امام ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں)

پاکیزہ بچپن : کنزالعمال میں خود سیدنا عثمانؓ کا فرمان موجود ہے "آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں نہ کبھی زنا کیا، نہ شراب پی، نہ کسی کو قتل کیا، نہ کبھی چوری کی، نہ کبھی مسلمان ہونے کے بعد دین سے پھرا، نہ دین بدلنے کی تمنا کی اور نہ کبھی گانا بجایا" (کنزالعمال)۔

والد کا نام: حضرت عثمانؓ کے والد کا نام عفان بن ابوالعاص بن امیہ تھا۔

والدہ کا نام: آپؓ کی والدہ کا اردی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا اس سے آگے حضور ﷺ کا شجرہ نسب بھی مل جاتا ہے۔

قبیلہ: آپؓ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنوامیہ سے ے تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔

شجرہ نسب : عثمانؓ بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر (فہر قریش کا لقب تھا)۔ (طبقات ابن سعد)۔

حلیہ مبارک: سیدنا عثمانؓ بہت خوبصورت تھے گندمی رنگ، قد معتدل، گھنی داڑھی، مضبوط جسم، بارعب اور شخصیت کو نمایاں کرنے والا چہرہ تھا۔ (طبقات ابن سعد)۔

رسول اکرم ﷺ سے تعلق:

وہ خدا کے پیغمبر کا داماد تھا
پیکر عصمت و علم و شرم وحیا

آپؓ کے عقد میں حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھی حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ تو اس لحاظ سے آپؓ حضور ﷺ کے دوہرے داماد (ذوالنورین) تھے اور واحد حضرت عثمانؓ وہ شخص تھے جن کے نکاح میں نبی ﷺ کی دو بیٹیاں تھی۔ دوسرا تعلق حضرت عثمانؓ کی نانی بیضاء ام حکیم حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی جڑوان اور سگی بہن تھی اور حضور ﷺ کی پھوپھی تھی اس اعتبار سے حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کے بھانجے ہوئے۔ تیسرا تعلق حضرت عثمانؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت سے حضور ﷺ سے ملتا ہے۔ چوتھا تعلق صحابیت کا اور پانچواں تعلق رفیق ہونے کا حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ : "اے عثمانؓ تو دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہوں" (مستدرک حاکم)۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

حضور ﷺ کے ساتھ مشابہت: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی صاحزادی زوجہ عثمانؓ کے گھر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "ان کا اکرام کرو کیونکہ میرے صحابہؓ سب سے زیادہ مشابہ ہیں" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۳۲، یہ روایت طبرانی میں بھی موجود ہیں)۔ اسی طرح کی ایک روایت ابن عبدالرحمن بن عثمان قرشی سے طبرانی نے نقل کی ہے کہ: ایک دفعہ حضور ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت وہ عثمانؓ سر مبارک کا دھور ہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے بیٹی ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ میرے صحابہؓ میں میرے سب سے زیادہ مشابہ ہیں" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۳۵ اور یہ حدیث طبرانی میں بھی ہیں)۔

قبول اسلام: آپؓ کی زندگی کا چونتیس واں سال تھا کہ اسلام کا ظہور ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عثمانؓ کے نہایت گہرے تعلقات وروابط تھے صدیق اکبرؓ کی تبلیغ نے انہیں اسلام کی طرف مائل کر لیا اور حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کے دست حق پر مشرف باسلام ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ کا شمار پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے۔

بیویاں: آپؓ نے نو شادیاں کی جن کے نام درج ذیل ہیں: آپؓ کی بیویوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱. حضرت ام رقیہؓ بنت حضرت محمد ﷺ
۲. حضرت ام کلثومؓ بنت حضرت محمد ﷺ
۳. حضرت فاطمہؓ بنت ولید
۴. فاختہ بنت غرواں بن جابر
۵. رملہ بنت شیبتہ ابن ربیعہ
۶. حضرت نائلہؓ بنت الفرافصہ بن الاحوص
۷. ام عمرو بنت جندب بن عمرو
۸. ام البنین بنت عینیہ بن حصن
۹. اسماء بنت ابوجہل

اولاد: آپؓ کی اولاد کا ذکر درج ذیل ہیں

بیٹے: حضرت عثمانؓ بن عفان کے کل گیارہ بیٹے تھے۔ کچھ بزرگوں کے ہاں بارواں بیٹا حضرت عبداللہ اصغر بھی تھا لیکن وہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور یہ بیٹا حضرت رقیہ بنت حضور ﷺ سے پیدا ہوا تھا۔

۱. حضرت عبداللہ اکبرؓ بن عثمانؓ

۲. حضرت محمدؓ بن عثمانؓ

۳. حضرت عامرؓ بن عثمانؓ

۴. حضرت عبدالرحمنؓ بن عثمانؓ

۵. حضرت ابانؓ بن عثمانؓ

۶. حضرت عمروؓ بن عثمانؓ

۷. حضرت عاصمؓ بن عثمانؓ

۸. حضرت خالد بن عثمانؓ

۹. حضرت عبدالملک بن عثمانؓ

۱۰. حضرت عبداللہ اصغر بن عثمانؓ (حضرت رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا ہوئے اور بچپن میں فوت ہو گئے)

۱۱. حضرت ولید بن عثمانؓ

۱۲. حضرت سعید بن عثمانؓ

بیٹیاں: آپؓ کی کل ۸ بیٹیاں تھی۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔ کچھ بزرگوں نے آپؓ کی سات بیٹیوں کا لکھا ہے۔

۱. حضرت رقیہ بنت عثمانؓ

۲. حضرت ام کلثوم بنت عثمانؓ

۳. حضرت مریم بنت عثمانؓ

۴. حضرت عائشہ بنت عثمانؓ

۵. حضرت ام عمرو بنت عثمانؓ

۶. حضرت ام ابان بنت عثمانؓ

۷. حضرت ام البنین بنت عثمانؓ

۸. حضرت ام سعید بنت عثمانؓ

نواسے: آپؓ کے نواسوں کی مکمل تعداد معلوم نہیں ہو سکی، چند کے نام درج ذیل ہیں۔

۱. حضرت زیدؓ بن عمروؓ بن عثمانؓ

۲. حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عثمانؓ

۳. حضرت عمرؓ بن عاصمؓ بن عثمانؓ

۴. حضرت مروانؓ بن ابانؓ بن عثمانؓ

۵. حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ

عبادات: سیدنا عثمانؓ کو اہم العبادات نماز سے بہت رغبت تھی کیونکہ اس میں کلام الہیٰ کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور بندگی کی انتہاء بھی۔ آپؓ پنجگانہ فرائض کے علاوہ نوافل بھی کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور خصوصاً تہجد کا معمول تھا۔ آپؓ ایک رکعات میں مکمل قرآن کریم ختم کرتے تھے۔ حلیتہ الاولیاء میں محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ شہادت والی رات بھی آپؓ نے اپنے معمول کے مطابق ایک رکعات میں مکمل قرآن کریم تلاوت کیا۔ الاصابہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی دادی سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ اکثر روزے رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جس دن آپؓ کو شہید کیا گیا اس دن بھی آپؓ روزے سے تھا۔ سیدنا عثمانؓ کثرت سے صدقہ وخیرات کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ جس وقت میں خلیفہ بنا اس وقت عرب میں سب سے زیادہ اونٹ اور بکریاں کا مالک میں تھا اور آج میرے پاس صرف دو اونٹ ہیں جو میں نے حج کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ آپؓ نے مسلسل دس حج ادا فرمائے۔ البدایہ والنہایہ میں حضرت عثمانؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ہر جمعہ والے دن ایک غلام آزاد کرتا تھا اور اگر کسی جمعہ کو غلام آزاد نہ کرتا تو اگلے جمعہ کو دو غلام آزاد کرتا۔ (تاریخ طبری)۔

خشیت الہیٰ: حضرت عثمانؓ کسی قبر کے قریب سے گزرتے تو بہت روتے یہاں تک کہ آپؓ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ ان سے پوچھا گیا کہ جنت دوزخ کا ذکر آئے تو آپؓ اس قدر نہیں روتے قبر کو دیکھ کر بہت روتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؓ نے جواب میں فرمایا کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب ہو گیا اسکے لئے اگلی منزلیں بھی آسان ہوں گی اور جو اس میں ناکام ہو گیا اس کے لئے اگلی منزلیں بھی مشکل ہوں گی۔'' (جامع ترمذی اور مسند احمد)۔

حیادار عثمانؓ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ: رسول ﷺ نے فرمایا ''میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر ہیں، اللہ کے دین کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت اور مظبوط عمرؓ ہیں، حیا میں سب سے زیادہ حیا والے عثمانؓ ہیں سب سے بہتر قاضی علیؓ ہیں، سب سے بہتر قاری ابی بن کعبؓ ہیں، سب سے زیادہ حلال و حرام کے جاننے والے معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض کے جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔ سنو! ہر امت میں ایک امین ہوا کرتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں'' (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 154 سند صحیح)۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے بیان کرتی ہے کہ ''حضرت ابوبکرؓ نے

رسول ﷺ سے اجازت مانگی اس حال میں کہ آپ ﷺ بستر پر حضرت عائشہؓ کی چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے، آپ ﷺ نے ابو بکرؓ کو اجازت عطا فرمادی، اور آپ ﷺ اسی حالت پر رہے اور انہوں نے اپنی ضرورت پوری کی اور پھر چلے گئے، پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ ان کو بھی اجازت عطا فرمادی اور آپ ﷺ اسی حالت پر رہے اور انہوں نے اپنی ضرورت پوری کی اور پھر چلے گئے، حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آپ ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اپنے کپڑے درست کر لو اور میں نے بھی اپنی ضرورت بیان کی اور پھر میں بھی چلا گیا، تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ! کیا ہوا؟ حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کے آنے پر میں آپ ﷺ کو اس قدر گھبراتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا کہ آپ ﷺ حضرت عثمانؓ کے آنے پر گھبرائے ہیں، رسول ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ ایک باحیاء آدمی ہے اور مجھے خدشہ ہوا کہ اگر میں نے ان کو اسی حالت پر اجازت دی تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی ضرورت پوری نہ کروا سکیں"۔ (صحیح مسلم شریف حدیث نمبر 6210 سند صحیح)۔

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان: 6 ہجری میں رسول ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے اصحابؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوائے اور کسی نے کتروائے۔ آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہؓ کو سنایا، وہ نہایت خوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اسی سال ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کیا، صحیح روایات کے مطابق آپ ﷺ کے ساتھ جماعت صحابہؓ کی تعداد 1400 اور 1500 کے درمیان تھی مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر سب نے احرام باندھا، پھر آگے حدیبیہ تک پہنچے، کفار مکہ نے مزاحمت کی کہ ہم آپ ﷺ کو اور صحابہؓ کو مکہ نہیں آنے دیں گے۔ نبی ﷺ نے صحابہؓ کے مشورے سے اپنا سفیر سیدنا عثمانؓ کو بنا کر بھیجا کہ مکہ والوں کو سمجھائیں کہ ہم لڑنے کی نیت سے نہیں آئے بلکہ کعبہ کا طواف کر کے واپس چلے جائیں گے۔ سیدنا عثمانؓ مکہ پہنچے اور ان کو بات سمجھانے کی کی بھرپور کوشش کی لیکن کفار نے ضد کی وجہ س ے اسے قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ جب سیدنا عثمانؓ مکہ جانے لگے تو کسی صحابی نے یہ بات کہہ دی کہ عثمانؓ کی قسمت اچھی ہے وہ مکہ جا کر طواف کریں گے، مگر ہمیں کفار اجازت دیں یا نہ دیں۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: عثمانؓ کے متعلق ہمیں یہ وہم بھی نہیں کہ وہ ہمارے بغیر کعبہ کا طواف کر لیں گے۔ ادھر دوسری طرف جب سیدنا عثمانؓ مکہ پہنچے تو سردار مکہ ابو سفیان نے کہا: عثمانؓ اگر تم چاہو تو میں تمہیں طواف کی اجازت دیتا ہوں لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ تمہارے نبی ﷺ کو طواف کی اجازت نہیں دے گے۔ سیدنا عثمانؓ نے ابو سفیان کو جواب دیا: رسول ﷺ کے بغیر میں ہرگز طواف نہیں کروں گا۔ آپؓ کے اس جواب پر حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو قید کر دیا گیا۔ کسی نے غلط خبر اڑا دی کہ کفار نے حضرت عثمانؓ اور انکے ہمراہ صحابہؓ کو شہید کر دیا ہے۔ اس خبر سے رسول ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا، آپ ﷺ اٹھے اور میدان

حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو بلایا اور سیدنا عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے موت کی بیعت کی ۔اس واقعہ کو امام ترمذی نے حضرت انسؓ سے اس طرح روایت کیا ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ: جب رسول ﷺ کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا تو سیدنا عثمانؓ رسول ﷺ کے قاصد بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے، جب آپ ﷺ نے لوگوں سے بیعت لی، تو رسول ﷺ نے فرمایا: "سیدنا عثمانؓ اللہ اور رسول ﷺ کے کام سے گئے ہوئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو دوسرے پر مارا تو رسول ﷺ کا ہاتھ جسے آپ ﷺ نے عثمانؓ کے لئے استعمال کیا لوگوں کے ہاتھوں سے بہتر تھا" (جامع ترمذی حدیث نمبر 3702 سند امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، اسی حدیث کو صاحب مشکوۃ نے بھی روایت کیا ہے حدیث نمبر 6074)۔ اسی بیعت کو "بیعت رضوان" کہتے ہیں۔ اس بیعت کے بارے میں اور صحابہؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾"۔ (سورۃ نمبر 48 سورۃ الفتح، آیت نمبر 18، پارہ نمبر 26، رکوع نمبر 3)

ترجمہ: "یقیناً اللہ ان مومنوں سے بڑا خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا۔ اس لئے اس نے ان پر سکینت اتا دی اور ان کو انعام میں ایک قریبی فتح عطا فرمادی"۔ اس آیت کی تفسیر میں شیخ السلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اپنی تفسیر آسان قرآن میں یوں فرماتے ہیں۔ "یہ اسی بیعت رضوان کا ذکر ہے جو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے حدیبیہ کے مقام پر ببول کے درخت کے نیچے لی تھی، اور ان حضرات (صحابہؓ) نے یہ بیعت دل سے پورے عزم کے ساتھ کی تھی، وہ منافقوں کی طرح جھوٹا عہد نہیں کرنے والے تھے۔ اور " فَتْحًا قَرِيْبًا " اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اس سے پہلے مسلمان دو طرفہ خطرے سے دوچار تھے، جنوب میں قریش مکہ کی طرف سے ہر وقت حملوں کا خطرہ رہتا تھا جس کا سد باب حدیبیہ کی صلح کے ذریعے ہوا اور شمال میں خیبر کے یہودی تھے جو ہر وقت مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں نے حدیبیہ کے موقع پر جس جاں نثاری اور پھر اطاعت کے جذبے کا مظاہرہ کیا، اس کے صلے میں اللہ نے انہیں خیبر کی فتح عطا فرمادی، جس سے ایک طرف شمال کا سد باب ہو گیا اور دوسری طرف بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آئے گا اور اس کے نتیجے میں معاشی خوشحالی حاصل ہو گی"۔

جنگوں میں شمولیت: حضرت عثمانؓ نے عہد نبوی میں تمام غزوات میں شرکت کی۔ سوائے غزوہ بدر میں اس میں اس لئے شریک نہیں ہوسکے کیونکہ آپؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہؓ بنت رسول ﷺ بیمار تھی اور حضور ﷺ نے ان کی دیکھ بھال کے لئے آپؓ کو مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور آپؓ کو فرمایا گیا کہ آپؓ وہیں رہیں، لیکن جب مال غنیمت تقسیم کی باری آئی تو اللہ کے نبی ﷺ نے سیدنا عثمانؓ کا حصہ بھی مقرر فرمایا۔" (کنزالعمال حدیث نمبر 32837 اور یہ حدیث بخاری میں ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے)۔

خدمات: حضرت عثمانؓ کی اسلام کی خاطر بے شمار خدمات ہیں جن میں چند کا ذکر ہم اس رسالے میں کریں گے۔ مدینہ میں ایک کنواں تھا جس کا نام بئیر رومہ تھا یہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا اور وہ مسلمانوں کو پانی مہنگا دیتا تھا حضور ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے وقف کر دیں اسے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائیں گے، تو حضرت عثمانؓ نے یہودی سے کنواں خرید کر مسلمانوں کے وقف کر دیا۔ ۹ ہجری میں غزوہ تبوک کا واقعہ پیش آیا جس حضور ﷺ نے صحابہؓ کو چندے کے لئے کہا تو تمام صحابہؓ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دیا اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے کافی سامان دیا چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت عبدالرحمن بن خبابؓ سے روایت ہیں "کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ جیش عسرہ (غزوہ تبوک) کے سامان کی لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے تو عثمان بن عفانؓ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سو اونٹ ہیں مع ساز و سامان کے، آپ ﷺ نے پھر اس کی ترغیب دلائی تو عثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور بولے: اللہ کے رسول ﷺ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ ہیں مع ساز و سامان کے، آپ ﷺ نے پھر اس کی ترغیب دی تو عثمانؓ پھر کھڑے ہوئے اور بولے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے، میں نے رسول ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ منبر سے یہ کہتے ہوئے اتر رہے تھے کہ اب عثمانؓ پر کوئی مواخذہ نہیں جو بھی کریں، اب عثمانؓ پر کوئی مواخذہ نہیں جو بھی کریں۔" (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۰) ایک اور حدیث میں اس سے ملتا جلتا بیان ہیں۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ "عثمانؓ نبی ﷺ کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آئے، جس وقت انہوں نے جیش عسرہ کو تیار کیا اور اسے آپ ﷺ کی گود میں ڈال دیا، میں نبی ﷺ کے کو اسے اپنی گود میں الٹتے پلٹتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ آج کے بعد سے عثمانؓ کو کوئی بھی برا عمل نقصان نہیں پہنچائے گا، ایسا آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا" (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۱ سند حسن غریب)۔

مناقب: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے "کہ جب حضور و کو بیعت رضوان کا حکم دیا گیا تو عثمان بن عفانؓ رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے جب آپ ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت لی تو رسول ﷺ نے فرمایا: عثمان اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کا کام گئے ہوئے ہیں پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو دوسرے پر مارا تو رسول ﷺ کا جسے آپ ﷺ عثمانؓ کے لئے استعمال کیا لوگوں کے ہاتھوں سے بہتر تھا" (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۲ سند حسن صحیح غریب ہے)، ابو اشعث صنعانیؒ سے روایت ہے کہ مقررین ملک شام میں تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ان میں رسول ﷺ کے اصحابؓ میں سے بھی کچھ لوگ تھے، پھر سب سے آخر میں ایک شخص کھڑا ہوا جسے مرہ بن کعبؓ کہا جاتا تھا، اس نے کہا: اگر میں نے یہ حدیث رسول ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا، پھر انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ فتنوں ظہور قریب ہے، پھر ایک شخص منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے گزرا تو مرہؓ نے کہا: (یعنی رسول ﷺ کا قول نقل کیا یہ اس دن ہدایت پر ہوگا، تو میں اسے دیکھنے کے لئے اس کی طرف اٹھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا عثمان بن عفانؓ ہیں پھر میں نے ان کا منہ رسول ﷺ کی طرف کر کے کہا: وہ یہی ہیں، انہوں نے کہا: ہاں وہ یہی ہیں" (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۴ سند یہ حدیث حسن صحیح ہے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے عثمان! شاید اللہ تمہیں کوئی کرتا پہنائے، اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اسے ان کے لئے نہ اتارنا" (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۵ سند حسن غریب)۔ اس کرتے سے مراد "خلافت" ہے، مفہوم یہ ہے کہ اگر منافقین تمہیں خلافت سے دستبردار ہونے کو کہیں اور اس سے معزول کرنا چاہیں تو ایسا مت ہونے دینا کیونکہ اس وقت تم حق پر رہو گئے۔ اور دستبرداری کا مطالبہ کرنے والے باطل پر ہونگے، اللہ کے رسول ﷺ کے اسی فرمان کے پیش نظر سیدنا عثمانؓ نے شہادت کا جام پی لیا۔ لیکن دستبردار نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ "ہم رسول ﷺ کی زندگی میں کہتے تھے: ابو بکر، عمر اور عثمان" یعنی ان کا ذکر آتا تو ہم اسی ترتیب سے انکا نام لیتے تھے پہلے ابو بکر پھر عمر اور عثمان کا نام لیتے تھے۔ (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۰۷ سند صحیح ہے، یہ حدیث سنن ابو داؤد میں ہیں حدیث نمبر ۴۶۲۸ سند صحیح، اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں حدیث نمبر ۳۶۹۸ سند صحیح) اس حدیث سے خلافت کی ترتیب بھی سمجھ میں آرہی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "رسول ﷺ، ابو بکر، عمر، علی، عثمان طلحہ اور زبیرؓ حرا پہاڑ پر تھے تو وہ چٹان جس پر یہ لوگ تھے ہلنے لگی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ٹھہری رہو، تجھ پر نبی ﷺ، صدیق اور شہید ہیں (جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۶۹۷ سند امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہیں، وہاں پر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا ذکر نہیں ہے)۔ حضرت محمدؒ بن حنفیہ اپنے والد حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پوچھا کہ رسول ﷺ کے بعد سب سے افضل کون تھا؟" انہوں نے کہا کہ ابو بکرؓ، میں نے کہا: پھر کون؟ انہوں نے کہا کہ عمرؓ، پھر مجھے اس بات سے ڈر ہوا کہ میں کہوں پھر کون؟ اور وہ کہیں عثمانؓ، چنانچہ میں نے کہا: پھر آپؓ؟ اے اباجان! وہ بولے: میں تو مسلمانوں میں صرف ایک فرد ہوں" (سنن

ابو داؤد حدیث نمبر ۴۶۲۹ سند صحیح)۔اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ افضیلت کے اعتبار سے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ حضرت علی سے افضل ہیں۔اور اس حدیث سے خلافت کی بھی ترتیب ظاہر ہو رہی ہیں۔

خلافت: آپؓ نے ۲۴ ہجری ۶۴۴ عیسوی سے لیکر ۳۵ ہجری ۶۵۶ عیسوی تک خلافت کی ذمہ داری نبھائی۔آپؓ کی خلافت کی مدت ۱۲ دن کم ۱۲ سال رہی۔(طبقات ابن سعد)۔

پہلا خطبہ: سیدنا حضرت عثمانؓ جب خلیفہ بنے تو آپؓ نے ایک خطبہ دیا جس میں آپؓ نے ارشاد فرمایا:"لوگو! مجھ پر خلافت کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور میں نے اسے قبول کیا۔پہلے لوگوں کی پیروی میں امور خلافت انجام دوں گا،ان سے ہٹ کر نہیں قرآن و سنت پر عمل کرنے کے بعد تم سب کے میرے اوپر تین بنیادی حقوق ہیں:

1. اجماعی امور میں پہلے پیشواؤں کا اتباع کرنا۔
2. غیر اجماعی امور میں اہل خیر کے طریقے کو اپنانا اور یہ کہ میں تم میں سے کسی پر کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کرو۔
3. اور تم خود بھی ایسے کام نہ کرنا جن سے تم سزا کے مستحق بن جاؤ۔دنیا کی بے ثباتی کو ہر وقت ملحوظ رکھو اور اس کے دھوکے سے بچو۔(تاریخ طبری)

فتوحات: خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ کے زمانے سے عظیم الشان فتوحات کا جو نے مثال سلسلہ چلا آرہا تھا،اب خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمانؓ زمانے میں بھی وہی سلسلہ کافی حد تک جاری رہا خصوصاً ابتدائی چند سالوں میں بڑے پیمانے پر فتوحات ہوئیں ،اسلامی لشکر بیک وقت ایک جانب ایشیا اور دوسری جانب افریقہ میں پیش قدمی کرتا رہا،اسلامی ریاست وسیع سے وسیع ہوتی چلی گئی ،طرابس اور مراکش فتح ہوئے ،افغانستان ،خراسان اور ترکستان کے بہت سے حصے اسلامی ریاست میں شامل ہوئے آرمینیا اور آذر بائیجان کی فتح کے نتیجے میں اسلامی ریاست کی حدود قوقزاور کوہ قاف تک جا پہنچیں۔خلیفہ دوم کے زمانے میں روئے زمین کی عظیم ترین قوت سلطنت فارس کا اگرچہ خاتمہ ہو چکا تھا،البتہ وہاں کا مفرور فرمانروا"یزد گرد"اب بھی مسلسل ادھر ادھر بھاگ دوڑ میں مشغول تھا اسے جب موقع ملتا وہ مسلمانوں کے خلاف کوئی نہ کوئی کاروائی کر دیتا،یوں وقتاً فوقتاً چھوٹی بڑی مختلف چھڑپوں کی نوبت آتی رہتی تھی،آخر اب خلیفہ سوم زمانے میں "مرو" کے مقام پر ایک چھڑپ کے دوران وہ مارا گیا،یوں مسلمانوں کے ہاتھوں فارس کی فتح کی اب تکمیل ہو گئی۔

ایک شخص کا حضرت عثمانؓ پر اعتراض اور ابن عمرؓ کا جواب: حضرت عثمانؓ بن موہب نے بیان کیا ہے کہ :ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لئے آئے تھے۔دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش

ہیں۔پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہے؟ بتایا کہ ابن عمرؓ۔وہ صاحب ابن عمرؓ کے پاس آئے اوران سے کہا کہ میں آپؓ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔آپؓ مجھ سے واقعات بیان کردیجیے۔اس گھر کی حرمت کی قسم دیکر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔کیا آپؓ کو معلوم ہے سیدنا عثمانؓ نے غزوہ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔انہوں پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے عثمانؓ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہوسکے تھے؟انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے) اللہ اکبر کہا۔لیکن ابن عمرؓ نے کہا۔یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کی تمہارے سامنے تفصیل بیان کردوں گا۔احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے ان کی غلطی معاف کردی ہے۔بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول ﷺ کی صاحبزادی (حضرت رقیہؓ) تھی اور وہ بیمار تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمانؓ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو نبی ﷺ سیدنا عثمانؓ کے بجائے اسی کو بھیجتے۔اس لیے عثمانؓ کو وہاں بھیجنا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے (بیعت لیتے ہوئے) نبی ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی طرف سے ہے۔(ابن عمرؓ نے فرمایا) اب جاسکتے ہو البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا"۔(صحیح بخاری شریف حدیث نمبر 4066 صحیح)۔وہ شخص سیدنا عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا۔اس لئے اس نے خوشی سے اللہ اکبر کہا۔

حضرت عثمانؓ کے حق میں حضور ﷺ کی دعا: حضور ﷺ پر اور اہل بیت پر بار بار فاقہ کی مصیبت آتی تھی اکثر موقعوں پر حضرت عثمانؓ ہی سامان بھیجتے تھے۔رسول ﷺ اکثر یہ مانگتے تھے "اے اللہ میں عثمانؓ سے راضی ہو آپ بھی راضی ہوں یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا"(کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۵۲ اور اس روایت کو ابن عساکر نے ابی سعید اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے)۔ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے اپنی صہبا نامی اونٹنی حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجی، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے اللہ اس (عثمانؓ) کو پل صراط پار کرادے"(کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۵۵)۔حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "اے اللہ! عثمانؓ کے اگلے پچھلے، ظاہری باطنی، مخفی اور علانیہ تمام گناہوں کو معاف فرما"(کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۵۷، یہ روایت طبرانی اور ابن عساکر میں موجود ہے)۔غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضرت عثمانؓ نے بہت سا سامان اللہ کے راستے میں دیا تو حضور ﷺ نے خوش ہو کر دعا دی "اے ابو عمر اللہ تعالی آپ کے مال میں برکت نازل فرمائے آپؓ کی

مغفرت فرمائے آپؓ پر رحم فرمائے اور بدلہ میں جنت نصیب فرمائے''۔(کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۸۵۹ یہ حدیث حضرت عثمانؓ کے بیٹے ابانؓ سے روایت کی گئی ہے)

حضرت عبدالرحمن بن سمرۃؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ نے جیش العسرہ تیار فرمایا تو عثمانؓ نے اپنی جیب میں ایک ہزار دینار لا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے اور آپ ﷺ گود میں ڈھیر کر دیے، میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی گود میں انہیں پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے ''عثمانؓ نے جو بھی عمل کیا آج کے بعد وہ اس کے لئے نقصان دہ نہیں'' آپ ﷺ نے دو مرتبہ ایسا فرمایا(مشکوۃ شریف حدیث نمبر ۶۰۷۳ سند صحیح، یہ حدیث جامع ترمذی میں بھی موجود ہے)۔ان دعاؤں سے ثابت ہوا کہ سیدنا حضرت عثمانؓ سے اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ جماعت صحابہؓ اور تمام مومن تو خوش ہیں۔ لیکن ایک گروہ ہیں جو سیدنا حضرت عثمانؓ اور باقی صحابہؓ سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے: آمین!

جنت کی بشارت: حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا، آپ ﷺ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی، پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ابو موسیٰؓ! تم دروازہ پر رہو کوئی ابغیر اجازت کے اندر داخل نہ ہونے پائے، پھر ایک شخص نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا، تو میں کہا کون ہے؟ انہوں نے کہا ابو بکرؓ ہوں، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ابو بکرؓ اجازت مانگ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں آنے دو اور جنت کی بشارت دے دو'' چنانچہ وہ اندر آئے تو میں نے ان کو جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک اور دوسرے شخص آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے کہا کون ہے؟ انہوں نے کہا: عمر ہوں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ عمر اجازت مانگ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لئے دروزہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو'' چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا وہ اندر آ گئے اور میں نے انہیں جنت کی بشارت دے دی، پھر ایک تیسرے شخص آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو میں نے کون ہے؟ تو انہوں نے کہا عثمان ہوں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ عثمان اجازت مانگ رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لئے بھی دروازہ کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دے دو، ساتھ ہی ایک آزمائش کی جو انہیں پہنچ کر رہے گی''(جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۷۱۰ سند امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے، یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں بھی ہیں حدیث نمبر ۶۲۱۶ سند صحیح اس سے ملتی ہوئی حدیث امام مسلم نے بھی اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے، حدیث نمبر ۶۲۱۴)۔ حضرت ابو عبدالرحمنؒ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ: '' جب عثمان غنیؓ محاصرے میں لیے گئے تھے تو (اپنے گھر کے)اوپر چڑھ کر آپؓ نے باغیوں سے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی ﷺ کے اصحابؓ سے قسمیہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جب رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص بیئر رومہ کو کھودے گا (خریدے) اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا اسے

جنت کی بشارت ہے تو میں نے اس کنویں کو کھودا تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہوا نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے جب فرمایا تھا کہ جیش عسرت (غزوہ تبوک پر جانے والے لشکر) کو جو شخص ساز و سامان سے لیس کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے اسے مسلح کیا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ سب نے آپؓ کی باتوں کی تصدیق کی تھی۔ (صحیح بخاری شریف حدیث نمبر ۲۷۷۸ صحیح)۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے: کہ حضور ﷺ نے فرمایا "عثمانؓ جنتی ہیں" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۱۵ فصل، فضائل کا بیان اور اس روایت کو ابن عساکر نے بھی حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے)۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے کسی نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا کہ: "وہ (عثمانؓ) ایک جنتی شخص ہیں" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۶۴ اور یہ طبرانی میں بھی ہیں)۔

جنت میں حضور ﷺ کا رفیق: حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان بن عفانؓ ہیں" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۱۹، اور یہ حدیث جامع ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی موجود ہے)۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے سونے، موتی اور یاقوت کا بنا ہوا ایک محل نظر آیا تو میں پوچھا یہ محل کس کا ہے تو بتایا کہ آپ کے بعد مقتول و مظلوم خلیفہ عثمان بن عفانؓ کا ہے" (کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۸۷۰)۔

شہادت کی بشارت: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ: "نبی ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ بھی تھے تو احد پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں"۔ (صحیح بخاری شریف حدیث نمبر 3700 صحیح)۔

شہادت: حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا اور آپؓ صبر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے۔ اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپؓ نے شہادت کی تیاری شروع کر دی۔ جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پانجامہ جسے آپؓ نے کبھی نہیں پہنا تھا زیب تن کیا۔ بیس غلام آزاد کیے اور تلاوت قرآن میں مصروف ہو گئے اس وقت تک قصر خلافت پھاٹک پر حضرت حسن و حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ محمد بن مسلمہؓ اور دیگر صاحزادے باغیوں کو روکے ہوئے تھے کچھ معمولی سا کشت و خون بھی ہوا۔ مگر باغیوں نے کسی ذریعے سے دیوار پھلانگ کر مکان میں داخل ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ تلاوت قرآن میں مصروف تھے سب سے پہلے محمد بن ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا بھتیجے تمہارے والد کبھی ایسا نہ کرتے اور نہ تمہارا یہ فعل پسند کرتے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ کلمات سن کر محمد بن ابو بکر واپس آگئے اس کے بعد ایک غافقی نے آپؓ پر حملہ کیا اور قرآن کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آپؓ کو لوہے کی لاٹھی ماری جس سے آپؓ گر گئے اور زبان مبارک سے "بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا" اور خون کا فوارہ کلام اللہ کے اوراق پر جاری ہو گیا۔ اس کے بعد ہی عمرو بن الحمق

نے سینہ پر چڑھ کر مسلسل کئی وار کیے۔آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے دیکھانہ گیااور بچانے کے لئے دوڑی ان کی تین انگلیاں ہتھیلی سے کٹ گئی اور سودان بن حمران نے لپک کر شہید کر دیا۔یہ حادثہ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو پیش آیا۔مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا بدامنی کی وجہ سے کسی کو گھر سے نکلنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔دو دن تک لاش مبارک بے گور کفن پڑی رہی دوسرے دن ہفتہ کو شام کو چند آدمیوں نے جان پر کھیل کر تجہیز و تکفین کی۔شہادت کی طہارت غسل سے بے نیاز تھی،چنانچہ انہی خون آلودہ کپڑوں میں چار آدمیوں نے جنازہ اٹھایا۔حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں سپر دخاک کیااور باغیوں کے خوف سے قبر کا نشان چھپادیا۔(حوالہ طبقات ابن سعد جلد نمبر ۲)۔

آخری آرام گاہ: آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں سپر دخاک کیا گیا۔

عمر مبارک: آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۸۲ سال تھی۔

پیشہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار عرب کے بڑے تاجروں میں ہوتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ زیادہ تر تجارت کے پیشے سے وابستہ رہے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا وصیت نامہ: البدایہ والنہایہ میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔کہ علاء بن فضل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ باغیوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو ان کے وہاں سے فرار ہونے کے ایک صندوق کو کھولا گیا وہاں پر ایک چھوٹے سے ورق پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت درج تھی:"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ۔میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں،جنت اور جہنم حق ہیں۔اور روز قیامت اللہ تعالیٰ لوگوں کو قبروں سے اٹھائے گا۔اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔میں اسی عقیدے پر زندہ رہا ہوں،اسی پر مرا اور قیامت کے دن اسی پر اٹھایا جاؤں گا(البدایہ والنہایہ)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین !

والسلام
فرمان حیدر فاروقی
جامعتہ الحبیب شاداب کالونی جھنگ روڈ
فیصل آباد(پاکستان)

[Website: DifaAhleSunnat.com]